سوال

(819) مساجد میں خودساختہ طریقوں سے ذکر کی محافل کے انعقاد کا حکم؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بہت سی مسجدوں میں ذکر کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں، جن میں خودساختہ طریقوں سے ذکرِ الٰہی کا اہتمام اور بعض الفاظ کا مخصوص انداز میں ورد کرایا جاتا ہے۔ کیا احادیث میں ان کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟ (ایک سائل لاہور) (۲۸جنوری ۱۹۹۴ء)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بلاریب اللہ کی یاد اور اُس کا ذکر ہر مومن کا مطلوب اور حرزِ جان ہے۔ لیکن اس کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی اور مخصوص ہیئت اجتماعی اور خاص انداز میں ذکر مُقطّع کا شریعتِ مطہرہ میں کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔ جس طرح کہ مشارٌ الیہ قوم کے ہاں مروّج ہے۔ یاد رہے جو شۓ عہدِ نبوت میں دین تھی وہ آج بھی دین ہے اور جو اس وقت دین نہیں تھی وہ آج بھی دین نہیں بن سکتی، چاہے اس کے اثبات کے لیے سو جتن کیے جائیں۔ (قالہ الامام مالک)

اسی بناء پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مسجد میں جمع ہوئے حلقۂ ذکر جہاں سو سو دفعہ تسبیحات اور تکبیرات کا وِرد کرایا جا رہا تھا، تند و تیز لہجہ میں فرمایا:

'یا أُمّةَ مُحمّدٍ، ما أسرعَ هَلَكتَكُم هؤلاءِ صحابةُ نبيِّكُم صلَّى اللهُ علَيهِ وسلَّم مُتوافرون، وهذهِ ثيابُهُ لم تبلَ، وآنيتُهُ لم تُكسَر، والّذي نفسي بيدِهِ، إنَّكُم لعلى ملّةٍ هيَ أهدى من ملّةِ مُحمّدٍ صلَّى اللهُ علَيهِ وسلَّم أو مُفتَتِحو بابِ ضلالةٍ قالوا: واللهِ يا أبا عبدِ الرَّحمنِ، ما أردنا إلّا الخيرَ قال: وكم من مريدٍ للخيرِ لن يُصيبَهُ' (سنن الدارمی، بابٌ فی کراهیة أخذ الرّأیِ، رقم: ۲۱۰، (۱/۶۸) باسناد صحیح)

''یعنی اے امت محمدیہ! تمھیں کیا ہوگیا کس قدر جلدی برباد ہو رہے ہو۔ ابھی ت نبی اکرم ﷺ کے اصحاب تم میں بکثرت موجود ہیں اور یہ آپ ﷺ کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوئے اور برتن ٹوٹنے نہیں پائے مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کیا تمہارا مسلک زیادہ ہدایت والا ہے یا محمد ﷺ کا دین یا کیا تم گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو؟ لوگوں نے کہا: ابوعبدالرحمن ہمارا ارادہ تو محض خیر ہے۔ جواباً فرمایا کتنے ہی وہ لوگ ہیں جو خیر کو چاہتے ہوئے بھی اس سے محروم رہتے ہیں۔''

لہٰذا ماثورہ ادعیہ کے ساتھ یادِ الٰہی کی کیفیت وہی ہونی چاہیے جس کی تصریح کتاب ھدی میں بایں الفاظ موجود ہے: اَلَّذِینَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ... (آل عمران: ۱۹۱)

''جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں۔''

یہاں یہ اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ بعض روایات میں وارد ہے:

'ما جلس قومٌ مجلساً یذکرون اللّٰہ فیہ اِلاَّ حفتھم الملائکۃ، و تغشتھم الرحمۃ، وتنزلت علیھم السکینۃ، وذکرھم اللّٰہ فیمن عندہ۔' (سنن ابن ماجہ، باب فضل الذکر، رقم: ۳۷۹۱)

''یعنی جب کوئی قوم کسی مجلس میں اللہ کا ذکر کرتی ہے تو فرشتے ان کا احاطہ کر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر تسلی نازل ہوتی ہے۔ اور ان کا ذکر خیر جو اللہ کے پاس (ملائکہ) ہیں ان میں ہوتا ہے۔''

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی تفسیر ''صحیح مسلم'' کی حدیث میں یوں ہے :

'وما اجتمع قومٌ فی بیتٍ من بیوت اللہ، یتلون کتاب اللہ، ویتدارسونہ بینھم، اِلاَّ نزلت علیھم السکینۃ، و غشیتھم الرحمۃ و حفتھم الملائکۃ، وذکرھم اللہ فیمن عندہ، ومن بطأ بہ عملہ، لم یسرع بہ نسبہ' (صحیح مسلم، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر، رقم: ۲۶۹۹)

''یعنی جب کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر یعنی مسجد وغیرہ میں جمع ہو کر آپس میں کتاب اللہ کو پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے گھیر لیتے ہیں اور ان کا تذکرہ جو اللہ کے پاس ہیں ان میں ہوتا ہے۔''

صاحب ''المرعاۃ'' 'فی بیتٍ من بیوت اللہ' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

'ھو شاملٌ لجمیع ما یُبنیٰ للہ تقرباً الیہ من المساجد والمدارس والرباط' (۱/۱۸۴)

''یعنی لفظ حدیث ''اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں'' یہ لفظ شامل ہے تمام ان چیزوں کو جن کی تعمیر اللہ کے تقرب کے لیے ہوئی ہے۔ مثلاً مساجد، مدارس اور رباط یعنی فقراء کے لیے دینی وقف گاہیں وغیرہ۔''

اس سے معلوم ہوا ان احادیث کے مصداق وہ پاکباز لوگ ہیں جو ہمہ تن کتاب و سنت کی اشاعت میں مصروفِ کار رہتے ہیں نہ کہ اہل بدعت جو اپنی طرف سے محافلِ ذکر کا اختراع کر کے رسول الثقلین کے ذمے تھوپتے ہیں۔

دوسرے بات یہ ہے کہ پہلی حدیث میں سابقہ پروگرام کے تحت کسی خاص محفل کے انعقاد کا ذکر نہیں ہے بلکہ مقصود یہاں اتفاقی مجلس ہے جو عام طور پر مساجد میں جمتی رہتی ہے قطع نظر ذکری اجتماعی قیادت کے ہر ایک اپنی بساط کے مطابق انفرادی طور پر ذکر میں مصروف رہتا ہے۔ یہ بھی مجلس کے صورت ہی ہے۔

اور جہاں تک اس محفل سے آپ کے محظوظ ہونے کا تعلق ہے سو اس بارے میں عرض ہے بدعت کا یہ خاصہ ہے کہ ہمیشہ اس میں تحسینی پہلو غالب نظر آتا ہے جب کہ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے :

'من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو ردٌّ' (صحیح البخاری، باب اِذا اصطلحوا علی صلح جورٍ فالصلح مردودٌ، رقم: ۲۶۹۷)

''یعنی جو دین میں اضافہ کرے وہ مردود ہے۔''

'اللّٰھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ'

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

جلد:3، متفرقات: صفحہ:560

محدث فتویٰ